



خطبہ جمعہ

بعنوان

روزے کے تقاضے

سلسلہ منبر الہدیۃ

195

بتاریخ: 01 مئی 2020

بمطابق: ۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة: 183]
”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے
لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔“

روزے کے اجر و ثواب کو یقینی اور ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے
تقاضوں کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کسی بھی چیز یا کام میں کمال اور خوب صورتی پیدا
کرنے کے لیے اس کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں، جن کی رعایت رکھنے سے وہ کام درجہ کمال
کو پا لیتا ہے اور ان میں کوتاہی کرنے سے اس کام میں نقص رہ جاتا ہے۔ روزے کے بھی
کچھ تقاضے ہیں، جن کو پورا کرنے سے ہم روزے کے کامل اجر و ثواب کے حق دار ٹھہر سکتے
ہیں اور ان کو پورا نہ کرنے سے روزے کے ضائع ہو جانے یا ناقص رہ جانے کا خدشہ ہوتا
ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ ، وَرُبَّ قَائِمٍ
لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ))

”کئی روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں روزے سے صرف بھوک ہی
حاصل ہوتی ہے اور کئی قیام کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں قیام
سے صرف شب بیداری ہی ملتی ہے۔“

[حسن صحیح] سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الغیبة والرّفث
للصائم، ح: 1690

اس فرمان سے مراد وہی لوگ ہیں جو روزے کے تقاضوں کا خیال نہیں رکھتے اور
روزے کے باوجود غفلت و جہالت اور بے عملی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ آج کے خطبہ جمعہ میں
ان ہی تقاضوں کو آپ کے سامنے رکھا جائے گا۔

① اخلاص نیت:

کسی بھی عبادت کی قبولیت اور عدم قبولیت کا انحصار انسان کی نیت پر ہوتا ہے۔ اگر
اس نے وہ نیک کام اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے
نوازا ہے لیکن اگر اس نیک کام سے لوگوں کے ہاں اچھی شہرت اور اپنی ستائش مقصود ہو تو
پھر اللہ تعالیٰ اس عمل کو رد فرمادیتا ہے۔ لہذا سب سے بنیادی اور ضروری بات یہ ہے کہ روزہ
صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہی رکھا جائے، اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ ہو؛ تب
ہی اجر و ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى))

”اعمال کا انحصار نیتوں پر ہی ہوتا ہے اور آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی اس نے
نیت کی ہوتی ہے۔“

صحیح البخاری، باب بدء الوحي، ح: 1 - صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب
قوله ﷺ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَأَنَّهُ يَدْخُلُ فِيهِ الْغَزْوُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَعْمَالِ، ح: 1907
یعنی اگر ارادہ رضائے الہی کے حصول کا ہو تو وہ مل کر رہے گی، لیکن اگر نیت میں بس
اپنی نیکی کا دکھلاوا کرنا ہو تو وہی حاصل ہوگا اور اجر سے محرومی نصیب ہوگی۔

اسی طرح سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغْيَاً

بِهٖ وَجْهَهُ))

”یقیناً اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اسی کے لیے کیا گیا ہو اور اس عمل سے اللہ کی رضامندی ہی مقصود ہو۔“

سنن النسائی: 3140

② ایمان اور ثواب کی نیت:

روزے کے بنیادی تقاضوں میں سے دو باتیں یہ ہیں: ایک تو روزے دار صاحب ایمان ہو، یعنی اگر وہ ایمان سے محروم ہے تو خواہ وہ کسی بھی جذبے کے ساتھ روزہ رکھتا رہے؛ قبول نہیں ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے، یعنی محض گھریلو معمول کی وجہ سے یا دیکھا دیکھی ہی روزے نہ رکھے بلکہ باقاعدہ اس نیت اور ارادے کے ساتھ روزے رکھے کہ اس عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب حاصل کرنا ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں پائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ نہ صرف روزے کو شرف قبولیت بخشے گا بلکہ اللہ تعالیٰ گزشتہ گناہوں پر معافی کا قلم بھی پھیر دے گا۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

”جس شخص نے ایمان (دل کی خوشی) اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے؛ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساباً من الایمان، ح: 38۔
صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، ح: 760

③ فرض نمازوں کی پابندی:

اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ نماز پجگانہ کی ادائیگی تو عام دنوں میں بھی واجب ہے لیکن

روزے کے ساتھ اس عمل کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کوئی بندہ اگر روزہ تو رکھے لیکن نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی برتے اور اس کے باوجود وہ یہ سوچے کہ اس کے روزے قبول ہو جائیں گے تو یہ اس کی خام خیالی ہوگی۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ))

”بلاشبہ بندے سے (روزِ قیامت) سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ ٹھیک ہوئی تو بندہ فلاح و کامیابی پالے گا اور اگر نماز کا معاملہ ٹھیک نہ نکلا تو بندہ ناکامی اور خسارہ پائے گا۔“

[صحیح سنن النسائی، کتاب الصلاة، باب المحاسبة على الصلاة، ح: 465]

④ دیگر عبادات کا اہتمام:

فرض عبادات کے علاوہ نوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کا موقع ملتا ہے، کیونکہ رمضان المبارک میں ہر عبادت کا اجر بڑھ جاتا ہے، اس لیے فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی ادائیگی، تلاوت قرآن، دعا اور اذکار کے ذریعے روزے کے اجر اور مقام کو خوب بڑھانا چاہیے۔ نیز توبہ و استغفار کے ذریعے اپنے گناہوں کی بخشش کا سامان بھی کرنا چاہیے۔ جو ایسا نہیں کر پاتا اس کے بارے میں وعید وارد ہوئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”آمین، آمین، آمین۔“ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ. وَمَنْ أَدْرَكَ أَبُوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبْرَهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ))

فَابْعَدَهُ اللَّهُ ، قُلْ : آمِينَ . فَقُلْتُ : آمِينَ . وَمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَابْعَدَهُ اللَّهُ ، قُلْ : آمِينَ ، فَقُلْتُ : آمِينَ))

”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا لیکن وہ مغفرت سے محروم رہا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ ایسے بندے کو (اپنی رحمت سے) دُور فرمائے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ چنانچہ میں نے آمین کہہ دیا۔ (پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا:) جس شخص کی زندگی میں اس کے والدین یا ان دونوں میں سے کوئی ایک موجود ہو لیکن اس نے ان کے ساتھ نیک سلوک نہ کیا، پھر (اسی حالت میں) مر گیا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی (اپنی رحمت سے) دُور کر دے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ سو میں نے آمین کہہ دیا۔ (پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا:) جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، پھر وہ (اسی حالت میں) مر گیا اور جہنم میں چلا گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی (اپنی رحمت سے) دُور کر دے۔ آپ آمین کہہ دیجیے۔ چنانچہ میں نے آمین کہہ دیا۔“

[حسن صحیح] صحیح ابن حبان: 907 - مسند أبی یعلیٰ: 5922

اس لیے کہ ماہ رمضان تو ہے ہی رحمت، مغفرت اور نجات کا مہینہ۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں بھی غفلت کی چادر کو اتار نہیں پھینکتا اور پہلے جیسی بے عملی کی روش پر قائم رہتا ہے تو اس سے بڑھ کر سیاہ بخت کون ہو سکتا ہے؟! وہ مہینہ کہ جس میں رحمتِ خداوندی جوش میں ہوتی ہے اور ہر طرف اور ہر پہر میں نزولِ رحمت ہو رہا ہوتا ہے، ایسے موقع سے بھی فائدہ نہ اٹھانا؛ یقیناً رب کو ناراض کرنے والی ہی بات ہے۔ لہذا ان ایام کو غنیمت جانیں اور اس ماہ مبارک کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں؛ کہ یہ رب کو منانے کا مہینہ ہے!!

⑤ زکاۃ و صدقات کی ادائیگی:

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں: اقرار توحید و رسالت، نماز، روزہ، زکاۃ اور حج۔ پہلے تینوں ارکان کی ادائیگی تمام مسلمانوں پر واجب ہے جبکہ زکاۃ اور حج کی ادائیگی صرف صاحبِ نصاب اور صاحبِ استطاعت لوگوں پر واجب ہے۔ جس طرح نماز و روزے کی ادائیگی میں بلا عذر شرعی کسی قسم کی کوتاہی نہیں اسی طرح زکاۃ کی ادائیگی میں بھی غفلت، سستی اور پس و پیش جائز نہیں ہے۔

زکاۃ کی ادائیگی کا اصل وقت تو وہی ہوتا ہے جب مال پر نصاب کو پہنچے ہوئے ایک سال مکمل ہو جائے لیکن ہمارے ہاں اکثر لوگ رمضان المبارک میں ہی زکاۃ کی ادائیگی کرتے ہیں، جس کے پیچھے یہ نیک خواہش ہوتی ہے کہ اس بابرکت مہینے میں زکاۃ و صدقات کا اجر بڑھ جاتا ہے۔ اس مسئلے سے متعلق فقہی بحث سے قطع نظر، ضروری بات یہ ہے کہ زکاۃ ادا ضرور کرنی چاہیے۔ زکاۃ ادا کرنے سے جان چھڑانا، بلا وجہ سستی کرنا یا کم ادا کرنے کے حیلے بہانے تلاش کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اگر کوئی مسلمان صاحبِ نصاب ہے تو اس پر مکمل اور بروقت زکاۃ ادا کرنا واجب ہے۔ ماہ رمضان میں زکاۃ کی ادائیگی کا فائدہ زیادہ اجر و ثواب کے علاوہ یہ بھی ہے کہ مستحق لوگوں کے گھروں میں اشیائے ضرورت پہنچ جائیں گی اور وہ معاشی پریشانیوں سے آزاد ہو کر بہ آسانی اس مبارک مہینے میں سحر و افطار کر سکیں گے اور عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں گے۔

زکاۃ کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ اس سے غریبوں کا چولہا جلانا مقصود ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ
أَغْنِيَاءِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَىٰ فُقَرَاءِهِمْ))

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مالوں میں زکاۃ فرض کی ہے، جو ان کے مال

دار لوگوں سے وصول کر کے ان کے غریب لوگوں کو دے دی جائے۔“

صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ح: 1395

یعنی زکاة غریب اور مستحق لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا ایک جامع پلان ہے، اگر تمام مال دار اصحابِ نصاب لوگ اپنی زکاة دیانت داری سے ادا کرنے لگ جائیں اور پھر مستحقین تک پہنچانے کا شفاف نظام بھی قائم ہو جائے تو ملک میں ایک بھی غریب شخص باقی نہ رہے۔ اسلام نے غربت کے خاتمے کا یہ بڑا ہی خوب صورت نظام فراہم کیا ہے۔

جو لوگ کسی شرعی عذر کے بغیر زکاة ادا نہیں کرتے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ * يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كَنْزْتُمْ تَكْنِزُونَ *﴾ [التوبة: 34،

[35]

”جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا: یہی وہ خزانہ ہے جسے تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا، لہذا اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔“

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِي عُنُقِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعٌ وَهُوَ يَفْرُ مِنْهُ وَهُوَ يَتَّبِعُهُ))

”جو آدمی اپنے مال کا حق (زکاة) ادا نہ کرتا ہو تو (روزِ قیامت) وہ مال گنجے

سانپ کی شکل میں اس کے گلے میں طوق پہنا دیا جائے گا، آدمی اس سے بھاگے گا مگر وہ سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا۔“

[صحیح] سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب التغلیظ فی حبس الزکاة، ح: 2441

اسی طرح سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((.....وَلَا صَاحِبُ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ، إِلَّا يُحِيلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعٌ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتَّبِعُهُ يَقُولُ لَهُ: هَذَا كَنْزُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخُلُ بِهِ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ))

”وہ مال دار آدمی جو اپنے مال کا حق (زکاة) ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن وہ مال اس کے لیے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، مال کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا جبکہ وہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس میں تو بخیلی کرتا تھا۔ جب مالک دیکھے گا کہ اس سے پیچھا چھڑانے کا کوئی چارہ نہیں ہے تو وہ اپنا ہاتھ اس سانپ کے منہ میں ڈال دے گا، سانپ اسے یوں چبانے لگے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔“

[صحیح] سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب مانع زکاة البقر، ح: 2454

ماہ رمضان میں بھی صرف صاحبِ نصاب پر زکاة ادا کرنا ہی واجب نہیں ہے بلکہ تمام مال داروں کو صدقہ و خیرات کرنا چاہیے، خواہ اگر کوئی نصاب کو نہ بھی پہنچتا ہو، اسے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کی راہ میں کچھ مال ضرور خرچ کرنا چاہیے۔ اس سے نہ صرف خیر و برکت حاصل ہوتی ہے بلکہ ماہ رمضان سے متعلقہ نبی کریم ﷺ کی ایک سنت مبارکہ پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.

”رسول اللہ ﷺ بھلائی کے سلسلے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور

رمضان المبارک کے مہینے میں تو سخاوت میں اور بھی بڑھ جاتے تھے۔“

صحیح البخاری، باب بدء الوحي، ح: 6۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب
كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ح: 2308

⑥ بیہودہ باتوں، جاہلانہ روش اور نازیبا کاموں سے اجتناب:

روزے کا ایک بہت ہی ضروری تقاضا یہ ہے کہ روزے دار ایسی باتوں اور ایسے کاموں سے مکمل طور پر اجتناب کرے جو دینی و اخلاقی اعتبار سے کسی بھی مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ گالی، فحش گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، دھوکہ و فراڈ، ظلم، ناحق مال کھانا، بدنظری، نازیبا تصاویر اور ویڈیوز دیکھنا..... غرضیکہ وہ تمام امور جو شرعاً ممنوع ہیں؛ ان سے کلیتاً اجتناب لازم ہے۔ روزے کی قبولیت کے لیے ایسے امور سے پرہیز بہت ہی لازم ہے، ورنہ دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کے بعد بھی اجر و ثواب سے محرومی ہی رہے گی۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْجَهْلِ وَالْعَمَلِ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِلَّهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ))

”جس نے بیہودہ باتوں، جاہلانہ روش اور نازیبا کاموں سے اجتناب نہ کیا،

اللہ کو اس کے کھانا پینے چھوڑے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في

الصوم، ح: 1903

یعنی صرف پیٹ کا ہی روزہ نہ رکھے بلکہ زبان، آنکھ، کان اور ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ رکھے۔ اپنے جسم کے کسی ایک بھی عضو سے ایسی بات اور ایسے کام کا ارتکاب نہ کرے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے والی ہو۔

⑦ غیبت اور جھوٹ سے خاص پرہیز:

یوں تو جھوٹ اور غیبت گزشتہ عنوان کے تحت ہی آجاتے ہیں لیکن ان کی قباحت اور شناخت کی وجہ سے الگ سے ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہ دو ایسی اخلاقی برائیاں ہیں کہ جو ہمارے معاشرے میں بہت عام پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ کسی بھی مسلمان کی شان کے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ جھوٹا ہو یا کسی کی عزت اُچھالتا پھرے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہر معاملے میں جھوٹ اس قدر داخل ہو چکا ہے کہ اب تو اس کو معمولی بات سمجھ لیا گیا ہے۔ خاص طور پر کاروباری معاملات میں تو جھوٹ بہت ہی زیادہ چلتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے کاروبار میں جھوٹ بولنے کو برکت سے محرومی کا باعث قرار دیا ہے۔ [صحیح البخاری: 2079۔

صحیح مسلم: 1532]

اسی طرح ہماری کوئی بھی مجلس غیبت سے خالی نہیں ہوتی۔ اس خصلتِ رذیلہ میں ہم ایسی مٹھاس محسوس کرتے ہیں کہ جوں ہی دو تین لوگ کہیں بیٹھتے ہیں تو کسی ایسے مسلمان بھائی کو تختہ مشق بنا لیتے ہیں جو وہاں موجود نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم نے کون سا غلط بات کی ہے، یہ خامی تو اس میں واقعی پائی جاتی ہے، ہم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔ ایسے لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسی کا نام غیبت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو خامی تمہارے مسلمان بھائی میں پائی جاتی ہو اور تم (اس کی عدم موجودگی میں) اس کو بیان کرو، یہی تو غیبت ہے، اور اگر اس میں پائی بھی نہ جاتی ہو لیکن پھر بھی تم اس کے حوالے سے بیان کرو تو یہ بہتان ہے۔ [صحیح مسلم: 2589]

ویسے تو عام دنوں میں بھی یہ دونوں بری خصلتیں منع ہیں لیکن روزے کی حالت میں تو کسی صورت بھی جھوٹ اور غیبت کے قریب جانا چاہیے، کیونکہ یہ روزے کا تقاضا ہے کہ روزے دار شخص ہر بد اخلاقی سے دُور رہے۔ جو اخلاقِ رذیلہ سے محفوظ نہیں رہتا اس کا روزہ بھی سلامت نہیں رہتا۔

امام مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَصَلْتَانِ مَنْ حَفِظَهُمَا سَلِمَ لَهُ صَوْمُهُ: الْغَيْبَةُ وَالْكَذِبُ.
 ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو بندہ ان سے محفوظ رہا، اس کا روزہ سلامت رہے
 گا: غیبت اور جھوٹ۔“

المصنف لابن أبي شيبة: 8887

اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلاف روزہ رکھ کر مسجد میں ہی بیٹھ رہتے اور فرماتے: ہم اپنے روزے کی حفاظت
 کر رہے ہیں، کہ نہ کسی کی غیبت کریں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں جس سے ہمارا روزہ
 خراب ہو۔“

المغنی لابن قدامة: 4 / 447

⑧ شہوت اور بے ہودگی سے اجتناب:

روزے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کے جسم کی طرح اس کا ذہن، سوچ، فکر،
 خیالات اور کردار بھی پاک رہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ روزے دار پیٹ کا تو روزہ رکھ لے
 لیکن خیالات اور کردار کا روزہ ہی نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الصَّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ ، إِنَّمَا الصَّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ
 وَالرَّفَثِ))

”روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا ہی نام نہیں ہے بلکہ روزہ تو فضولیات
 اور بے ہودگی سے اجتناب کا نام ہے۔“

[إسناده صحيح] صحيح ابن خزيمة: 1996- صحيح الجامع: 5376

رفث سے مراد فکر و خیال اور کردار کی پلیدیگی ہے۔ جو شخص اس سے محفوظ رہتا ہے اسی

کا روزہ قبول ہوتا ہے، جو ان سے احتیاط نہیں برتنا اس کا دن بھر بھوکا پیاسا رہنا بھی ضائع ہی جاتا ہے، اس لیے کہ روزہ صرف کھانے پینے کا نام تو ہے نہیں، روزہ تو تربیت اور تزکیہ کا ایک جامع پلان ہے۔ اگر آپ اپنی اخلاقی تربیت ہی نہ کر پائیں تو گویا روزے سے آپ نے کچھ بھی نہیں سیکھا اور نہ ہی کوئی فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

⑨ لڑائی اور گالی کا جواب خاموشی:

روزے دار پر واجب ہے کہ وہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے مکمل طور پر بچ کر رہے لیکن اگر کوئی اور شخص اس سے لڑائی کرتا ہے یا گالی وغیرہ دیتا ہے تو اس کے جواب میں ویسا ہی رد عمل دینا بھی جائز نہیں ہے بلکہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے اور خاموشی اختیار کر لے۔ یہی روزے کا تقاضا ہے۔ اس لیے کہ روزہ صرف اقدامی طور پر برائی کے ارتکاب سے نہیں روکتا بلکہ دفاعی اور رد عمل کے طور پر بھی برائی کی اجازت نہیں دیتا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا، فَلَا يَرُفُثُ وَلَا يَجْهَلُ،
فَإِنْ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ))
”جب تم نے کسی دن روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ بے ہودہ گوئی نہ کرے اور نہ ہی
جہالت کا مظاہرہ کرے، اگر کوئی آدمی اسے گالی دے یا لڑائی کرے تو اسے
چاہیے کہ وہ (اس کے جواب میں یوں) کہے: میں روزے دار ہوں، میں نے
روزہ رکھا ہوا ہے (اس لیے میں تجھے کوئی جواب نہیں دوں گا)۔“

صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب حفظ اللسان للصائم، ح: 1151

⑩ پریشانی کی صورت میں مومنانہ کردار:

روزے کی حالت میں اگر کسی بھی طرح کی کوئی پریشانی آتی ہے، گھر والوں کی طرف سے، ملازمت کی طرف سے، مالی تنگی کی پریشانی، کسی آدمی کی طرف سے دکھ پہنچنا، یا بھوک

پاس کی وجہ سے بے حال ہونا..... غرضیکہ کسی بھی وجہ سے اگر کوئی تکلیف یا پریشانی آتی ہے تو اس کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا چاہیے۔ یہی مومنانہ کردار ہے۔ نہ کہ بے صبری اور عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لڑنے جھگڑنے لگ جانا یا ناراضی کا اظہار کرنے لگ جانا۔ ایسا کرنے سے روزہ درجہ کمال سے محروم رہ جاتا ہے۔ ایسی کسی بھی صورت میں روزے دار کو فوری طور پر صبر کرنا چاہیے اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے حصول کی امید رکھنی چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)).

”مسلمان کو جو بھی پریشانی، مصیبت، رنج، دکھ، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کاٹا بھی چبھ کر تکلیف دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہوں کا کفارہ فرمادیتا ہے۔“

صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی كفارة المرض، ح: 5642۔
صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة والآداب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض، أو حزن، أو نحو ذلك حتی الشوكة یشاکها، ح: 2573
گویا صبر اور برداشت سے کام لینے پر دوہرا فائدہ حاصل ہوگا، ایک تو روزہ سلامت رہے گا اور دوسرا گناہوں کا کفارہ بھی ہو جائے گا۔



خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	